«لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» (متفق علیہ)

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ

(کتاب وسنت اور اہل علم کے اقوال کی روشنی میں)

مرتب

عبدالرحمن عبدالرقیب سلفی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

«لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ» (متفق علیہ)

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ

(کتاب وسنت اور اہل علم کے اقوال کی روشنی میں)

مرتب

عبدالرحمن عبدالرقیب سلفی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

وقف للہ تعالیٰ

نام کتاب	:	امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ
ترتیب	:	عبدالرحمن عبدالرقیب سلفی
سنہ اشاعت	:	اپریل ۲۰۱۴ء
تعداد	:	دو ہزار
ایڈیشن	:	اول
صفحات	:	۳۲
ناشر	:	صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی۔

ملنے کے پتے:

- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی: 14-15، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-400070 ٹیلیفون: 022-26520077
- مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع: رتنا گری-415709، فون: 02356-264455
- شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین مھسلہ، ضلع رائے گڈھ-402105
- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی: 226526 / 225071

عرض ناشر

سورۃ الفاتحہ قرآن عظیم کی سب سے افضل اور عظیم ترین سورت ہے، یہ قرآن کریم کا آغاز اور اس کی ماں ہے، اس سورت کے متعدد فضائل وخصائص ہیں اور اسی بنا پر روایات میں اس کے متعدد صفاتی اسماء وارد ہیں، جیسے ام الکتاب، ام القرآن، فاتحۃ الکتاب، الحمد، السبع المثانی، الوافیہ، الکافیہ، الشفاء، الدعاء، الصلاۃ، السؤال، القرآن العظیم وغیرہ۔

یہ عظیم الشان سورت کتب سماویہ اربعہ تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم کی بے مثال سورت ہے، صحیح بخاری میں سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

''مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّي، فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ، فَقَالَ: ''مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِي؟'' فَقُلْتُ: كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ: '' أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ} [الأنفال: ۲۴] ثُمَّ قَالَ: ''أَلاَ أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي القُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ المَسْجِدِ؟ فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَخْرُجَ مِنَ المَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهُ، فَقَالَ: ''الحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ العَالَمِينَ. هِيَ السَّبْعُ المَثَانِي، وَالقُرْآنُ العَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ''. [صحیح البخاری، ۶/ ۸۱، حدیث ۴۷۰۳]

رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا۔ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ فوراً کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض کیا کہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ نے نہیں فرمایا ہے: ''اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالاؤ، جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے

ہوں“ پھر آپ نے فرمایا: آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتلاؤں گا۔ پھر آپ (بتانے سے پہلے) مسجد سے باہر تشریف لے جانے کے لئے اٹھے تو میں نے بات یاد دلائی۔ آپ نے فرمایا: ”سورۃ الحمدللہ رب العالمین“ یہی سبع مثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ”أعظم سورۃ“ کے بجائے ”أعظم السور“ کے الفاظ ہیں۔ (دیکھئے: ۶/۱۷، حدیث ۴۴۷۴)

اسی طرح مسند احمد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

” أَتُحِبُّ أَنْ أُعَلِّمَكَ سُورَةً لَمْ يَنْزِلْ فِي التَّوْرَاةِ، وَلَا فِي الزَّبُورِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ، وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا؟ " قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، أَيْ رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : " إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تَخْرُجَ مِنْ هَذَا الْبَابِ حَتَّى تَعْلَمَهَا "، قَالَ: فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِي يُحَدِّثُنِي، وَأَنَا أَتَبَاطَأُ مَخَافَةَ أَنْ يَبْلُغَ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ الْحَدِيثَ، فَلَمَّا أَنْ دَنَوْنَا مِنَ الْبَابِ، قُلْتُ: أَيْ رَسُولَ اللهِ، مَا السُّورَةُ الَّتِي وَعَدْتَنِي، قَالَ: "مَا تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ؟"، قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ أُمَّ الْقُرْآنِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا أَنْزَلَ اللهُ فِي التَّوْرَاةِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ، وَلَا فِي الزَّبُورِ، وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلَهَا، وَإِنَّهَا لَلسَّبْعُ مِنَ الْمَثَانِي“.

[مسند احمد ۱۵/۲۰۱، حدیث ۹۳۴۵، صحیح ابوداود ۱۳۱۰]

”کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں ایک ایسی سورت بتلاؤں جس کے مثل تورات، زبور، انجیل اور فرقان میں کوئی سورت نازل نہیں ہوئی؟ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: ضرور، اللہ کے رسول! رسول اللہ

فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امید کہ اس دروازے سے نکلنے سے پہلے تم جان لوگے۔ رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بتانے لگے اور میں اس ڈر سے دھیرے دھیرے چل رہا تھا کہ کہیں بات مکمل ہونے سے پہلے آپ دروازے تک نہ پہنچ جائیں، چنانچہ جب ہم دروازے سے قریب ہوئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھ سے کون سی سورت کا وعدہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ فرماتے ہیں: کہ میں نے ام القرآن (سورۃ الفاتحہ) پڑھ کرسنا دیا، بیان کرتے ہیں کہ اس پر رسول اللہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ نے اس جیسی کوئی سورت نہ تورات میں اتاری ہے، نہ زبور میں، نہ انجیل میں، اور نہ ہی فرقان (قرآن) میں! بیشک یہ بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں ہیں"۔

سورۂ فاتحہ کی عظمت کے ساتھ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا صحابہ کے یہاں پوری طرح معمول بہ تھا، اسی لئے آپ ﷺ نے صحابی رسول سے پوچھا کہ: نماز میں کیا پرھتے ہو؟ انھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کرسنایا اور پھر آپ نے اس کی فضیلت بیان فرمادی!!!

سورۂ فاتحہ سے متعلق ایک معروف مسئلہ امام کے پیچھے اس کی تلاوت کا ہے، مستند دلائل کی روشنی میں نماز میں خواہ امام ہو یا منفرد یا مقتدی سب کے لئے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے، مثلاً اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث عام ہے:

"لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ" (متفق علیہ)

جس نے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھا اس کی نماز نہیں۔

اس کے علاوہ صحاح وسنن کے بے شمار دلائل ہیں جن کی بنیاد پر ائمۂ محققین نے سورۂ فاتحہ کو بلاتفریق امام، منفرد و مقتدی سب کے لئے نماز کا رکن قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ بعض اہل تقلید نے محض تقلیدی بندشوں کے تحفظ کی بنا پر فقہی اور لغوی موشگافیوں کے ذریعہ اس کی اس حیثیت کو ختم کرنے کے لئے

ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے!!

زیر نظر رسالہ میں مولانا عبد الرحمن عبد الرقیب سلفی صاحب نے اس مسئلہ سے متعلق چند دلائل اور بعض اہل علم کے اقوال نقل کئے ہیں، جن سے اس مسئلہ کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ ان شاء اللہ

رسالہ کی کتابت وطباعت حسب معمول صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبد السلام سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ کی توجہ اور فکرمندی کا آئینہ دار ہے جبکہ اس پر نظر ثانی نائب امیر جمعیت فضیلۃ الشیخ سعید احمد بستوی حفظہ اللہ نے کی ہے اور ضروری اصلاح فرمائی ہے۔

اللہ کی توفیق سے اس رسالہ کی کتابت وطباعت شعبۂ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی جانب سے ہو رہی ہے، دعا گو ہوں کہ اللہ اس رسالہ کو مفید بنائے اور عوام وخواص کو تقلیدی گروہ بندیوں سے آزاد ہو کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات سلف صالحین کی معمول بہ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز رسالہ کی کتابت وطباعت اور دیگر امور میں تعاون کرنے والوں اسی طرح مرتب اور ذمہ داران صوبائی جمعیت کو اس کوشش پر جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

ابو عبد اللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی

(شعبۂ نشر واشاعت، صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

۲۲/اپریل ۲۰۱۴ء

ممبئی

پیش لفظ

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أمابعد!

زیرنظر رسالہ ''امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ'' میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے اور صحابہ کرام وائمہ عظام کے فتاوے بھی درج کئے گئے ہیں تاکہ ایک مومن بندہ جب نماز پڑھے تو اس میں سورۃ الفاتحۃ ضرور پڑھے اور اس کا خصوصی اہتمام کرے، اس لئے کہ بعض لوگ لاعلمی اور دوسرے وجوہات کی بنا پر امام کے پیچھے بت بنے کھڑے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہماری نماز ادا ہوگئی! حالانکہ بظاہر اور بزعم خویش نماز ادا ہوگئی، حقیقت میں قبولیت کے درجے تک نہیں پہنچی، قبولیت کے درجے تک پہنچنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت ضروری ہے ورنہ ہمارے سب اعمال برباد ہوجائیں گے۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ (محمد:۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔

دوسرے مقام پر ارشاد رمایا:

إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ (الانبیاء:۱۰۶)

عبادت گزار بندوں کے لئے تو اس میں ایک بڑا پیغام ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ''لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ'' فرمایا یعنی عبادت کرنے والی قوم۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عبادت کس کو کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے جو کام کیا جائے عبادت کہلاتا ہے، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ عبادت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''الْعِبَادَةُ: هِيَ اسْمٌ جَامِعٌ لِكُلِّ مَا يُحِبُّهُ اللَّهُ وَيَرْضَاهُ مِنْ الْأَقْوَالِ وَالْأَعْمَالِ الْبَاطِنَةِ وَالظَّاهِرَةِ'' (مجموع فتاوی ابن تیمیہ 10/149)۔

اور عبادت کے مختلف طریقے ہیں، ان میں سے ایک نماز بھی ہے، نماز ایک عبادت ہے جو کفر وایمان کے درمیان حد فاصل ہے، اور نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک عظیم الشان رکن ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز ایک اہم عبادت ہے جو بدنی، قولی اور قلبی عبادات کا حسین امتزاج ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کو وہی ملے گا جو وہ مانگے گا، پس جب بندہ کہتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حمدني عبدي میرے بندے نے میری تعریف بیان کی۔ اور جب بندہ کہتا ہے ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲'' (بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اثنى علي عبدي، میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ اور جب بندہ کہتا ہے ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' (بدلے کے دن کا مالک ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجدني عبدي میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ و قال مرة: فوض علي عبدي۔ اور ایک دفعہ فرمایا: کہ میرے بندے نے (معاملہ) میرے سپرد کر دیا۔ پس جب بندہ کہتا ہے ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هذا بيني و بين

عبدي ولعبدي ما سأل ۔ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے وہ کچھ ہے جس کا وہ سوال کرے ۔ پس جب بندہ کہتا ہے "اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ۬ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷﴾" (ہمیں سیدھی اور سچی راہ رکھا ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هذا لعبدي ولعبدي ما سأل "یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ کچھ ہے جس کا وہ سوال کرے ۔ (صحیح مسلم، حدیث ۳۹۵)

ناظرین کو معلوم ہو کہ فاتحہ کا ایک نام "الدعاء" بھی ہے ۔ اس لئے کہ اس میں دعاء کے آداب وطریقے بھی بتلائے گئے ہیں ۔ اب بتلائیے کہ جو لوگ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے وہ اس عظیم دعا سے محروم رہ جاتے ہیں یا نہیں جس میں صرف اپنے ہی لئے ایک مومن بندہ دعا نہیں کرتا بلکہ اپنے ساتھ دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی سیدھے راستے پر چلنے کی دعا کرتا ہے ۔

قرآن مجید نے اس سورہ کا ذکر کرتے ہوئے " سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِىۡ " (الحجر:۸۷) (دہرائی جانے والی سات آیتیں) کہہ کر اس کی خصوصیت کی طرف اشارہ کر دیا یعنی ہمیشہ دہرائے جانے اور ورد رکھنے ہی میں اس کے نزول کی حکمت پوشیدہ ہے، اور صحابہ کرام اسے "سورۃ الصلاۃ" کے نام سے پکارتے تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حدیث قدسی میں "الصلاۃ" کہا ہے، جیسا کہ حدیث گزر چکی ہے ۔

زیر نظر رسالہ کی نشر واشاعت کا مقصد یہی ہے کہ جو لوگ اس سورت کی حقیقتوں اور امام کے پیچھے اس کی تلاوت کی تاکیدی مشروعیت، جسے علماء کرام نے رکنیت سے تعبیر کیا ہے، سے نابلد ہیں وہ اس سے روشناس ہو جائیں، اور کسی قسم کے تعصب کے بغیر اپنی تمام تر نمازوں میں اس کی تلاوت کا اہتمام کریں، اور اپنی نمازوں کو ضائع ہونے سے بچائیں ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کی ترتیب میں جن لوگوں نے

تعاون کیا ہے اسے ان تمام معاونین کی اخروی نجات کا ذریعہ بنائے خصوصاً مولانا عتیق الرحمن سلفی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر کتاب کا مطالعہ کیا اور بعض مقامات پر اصلاح فرمائی۔اسی طرح مولانا فیض الرحمن اثری کا بھی تہہ دل سے شکرگزار ہوں جنہوں نے رسالہ کی ترتیب میں رہنمائی فرمائی۔

اسی طرح صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے موقر اراکین و ذمہ داران بالخصوص اس کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے صوبائی جمعیت کے شعبۂ نشر و شاعت کی جانب سے اس رسالہ کی طباعت واشاعت کی منظوری بخشی ،اور میری اس معمولی کاوش کو حوصلہ عطا کیا، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم اور جملہ ذمہ داران کو اس علمی خدمت پر اجر عظیم سے نوازے، آمین ۔اسی طرح ان محسنین اور اہل خیر حضرات کا بھی سپاس گذار ہوں جن کے مالی تعاون سے اس رسالہ کی طباعت عمل میں آئی ، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ان کے مال میں برکت عطا فرمائے، نیز تمام معاونین کا بھی ممنون جنہوں نے اس رسالہ کی تیاری میں کسی بھی طرح کا تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ ان سبھوں کو جزائے خیر دے، آمین۔

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم

عبدالرحمن عبدالرقیب سلفی مبارکپوری

(امام وخطیب محمدی جامع مسجد بمھور اعظم گڈھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین، أما بعد!

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ (الحمد) پڑھنا ضروری ہے یا نہیں ایک نہایت مہتم بالشان مسئلہ ہے جس سے لاعلمی عمر بھر کی ان تمام نمازوں کے اکارت ہوجانے کا باعث بن سکتی ہے جو امام کے ساتھ ادا کی گئی ہیں۔

یہی وہ مسئلہ ہے جس کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں: ''**لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ**'' (اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی) فرما کر امام ومقتدی اور منفرد سب کے لئے ہر حال میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا لازم قرار دیا ہے خواہ وہ سری نماز ہو یا جہری۔

(اس حدیث کے راوی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں، صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوات کلھا۔حدیث: ۷۱۷، وصحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحہ فی کل رکعۃ ح: ۳۹۴)

اور اس حدیث میں لفظ ''من'' عام ہے جو ہر نمازی کو شامل ہے، منفرد ہو یا امام ومقتدی۔ سری نماز ہو یا جہری، فرض نماز ہو یا نفل، ہر نمازی کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور ''لاصلاۃ'' میں ''لا'' نفی جنس اور نفی صحت کے لئے ہے۔ (دیکھئے: منۃ المنعم شرح صحیح مسلم، از صفی الرحمن مبارکپوری ۱/ ۲۶۲ نیز دیکھئے: ارواء الغلیل، از علامہ البانی، حدیث ۳۰۲)

سورہ فاتحہ کے بہت سارے اسماء میں سے ایک نام ''الصلوٰۃ'' بھی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

''**قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی**'' (صحیح مسلم)

میں نے صلوٰۃ (نماز) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔

اس حدیث شریف میں سورۂ فاتحہ کو ''نماز'' سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں اس کا پڑھنا ضروری ہے۔

اس عموم کی مزید تائید راوی حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ: ''كُنَّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ، قُلْنَا: نَعَمْ هَذًّا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا''۔ (ابو داؤد: ۱/۱۱۹، ترمذی۔ ۱/۴۱ وقال حسن، تفصیل کے لئے رجوع کریں۔ تحقیق الکلام ۱/۵۵۔ نیز دیکھئے صفۃ صلوٰۃ النبی للالبانی ۱/۳۲۷)

فجر کی نماز میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے آپ نے جب قرآن شریف پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھنا مشکل ہو گیا، جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کہ شاید تم اپنے امام کے پیچھے (قرآن مجید سے کچھ) پڑھتے رہتے ہو، ہم نے کہا، ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم جلدی جلدی پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یاد رکھو سورہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ حضرت امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے کچھ نہیں پڑھنا چاہیئے وہ اپنی دلیل میں یہ آیت کریمہ ''وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ'' (اعراف: ۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔

اور اس حدیث کو پیش کرتے ہیں: ''مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ'' (سنن الدار قطنی ۲/۲۶۰، حدیث ۱۵۰۴، وقال: ھذا حدیث منکر، اور اگر بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے سورۂ فاتحہ کے بعد کی قراءت مراد

ہو گی، کیونکہ فاتحہ کی تاکید میں بے شمار احادیث ہیں، جن سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا، فتامل)

جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کے لئے قرأت ہے۔

لیکن یہ آیت مذکورہ احادیث کے خلاف نہیں ہے۔

(۱) ایک تو اس لئے کہ یہاں قرأت قرآن سے مراد مسنون قرأت قرآن ہے نہ کہ من مانی، یعنی سورۂ فاتحہ کے بعد کی قرأت مراد ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ یہ آیت "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ" آنے والی اس آیت کریمہ کا جواب ہے "وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ" (حم السجدہ:۲۶)

اور کافروں نے کہا اس قرآن کو سنو ہی مت (اس کے پڑھے جانے کے وقت) اور بیہودہ گوئی کرو کیا عجب کہ تم غالب آجاؤ۔

اب مومنوں کو اس کے آداب بتلائے جا رہے ہیں کہ: جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اس لئے کہ جب کسی محفل میں یا کسی جگہ جہاں پر لوگوں کا مجمع ہوتا وہاں جا کر نبی اکرم ﷺ قرآن مجید کی تلاوت کر کے وعظ و تذکیر کی باتیں کرتے جس سے لوگ متاثر ہو جاتے اور ایمان لاتے۔ کافروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس قرآن کو سنو ہی مت جب یہ قرآن محمد (ﷺ) پڑھیں تو ہم تم لوگ شور و ہنگامہ کرو، چیخ چیخ کر باتیں کرو، سیٹیاں اور تالیاں بجاؤ تاکہ سامعین کے کانوں میں قرآن کی آواز نہ جائے اور ان کے دل قرآن کی فصاحت و بلاغت اور خوبیوں سے متاثر نہ ہوں۔

(۳) تیسرے یہ کہ آیت کریمہ (وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ) امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل نہیں بن سکتی، اس لئے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہے۔ یعنی ہجرت سے قبل نازل ہوئی ہے۔ اور نماز باجماعت مدینہ منورہ میں فرض ہوئی کسی چیز کے فرض ہونے سے پہلے اس کے مسائل بیان کرنا امر محال ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ اس آیت (وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ) کے شان نزول کے بارے میں حضرت شاہ

عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے ایک فتوی میں لکھتے ہیں:

''پیغمبر خدا ﷺ در مسجد مدینہ نماز ادا می فرمودند و صحابہ نیز باقتدائے آنحضرت ﷺ نمازی خواندند۔ و ہر سورہ را کہ پیغمبر خدا بجہر ضم می فرمودند و مقتدیاں آں را بہ خفی ضم می فرمودند۔ ہر گاہ کہ الحمد تمام نمودہ شروع سبح اسم ربک الاعلی فرمودند۔ صحابہ نیز بمتابعت شروع سورہ مذکورہ نمودند۔ درایں اثناء ایں نازل گردید واذا قرئ القرآن۔ الآیۃ۔ پیغمبر خدا ﷺ فرمودند'' قرأۃ الامام قرأۃ لہ''۔ ازینجا صاف ثابت شد کہ آیت مذکورہ برائے سورۂ دیگر وارد گردید نہ کہ برائے فاتحہ۔ (فتاویٰ اولیاء کرام ص ۳۵-۳۶۔ وفتاویٰ خاندان ولی اللہ مطبوعہ ۱۹۲۸)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ مدینہ شریف کی مسجد میں نماز ادا فرمارہے تھے اور صحابہ کرام بھی اقتداء کررہے تھے جو سورہ نبی اکرم ﷺ جہراً (یعنی سورہ فاتحہ کے ساتھ) ضم کرتے تھے صحابہ اسے آہستہ آہستہ دہراتے تھے جب نبی اکرم ﷺ نے سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اعلیٰ ''سبح اسم ربک الاعلیٰ'' ملائی تو صحابہ نے بھی نبی اکرم ﷺ کی متابعت میں یہ سورہ پڑھنا شروع کی جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''قِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ'' (سنن دارقطنی) امام کی قرأت مقتدی کے لئے قراءت ہے۔ یہاں سے صاف ثابت ہوا کہ مذکورہ آیت میں سورہ فاتحہ کے بعد پڑھی جانے والی سورہ کے پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے نہ کہ سورہ فاتحہ سے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث ''قِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ'' میں قرأت سے مراد سورہ فاتحہ کے بعد کی قرأت ہے اور امام کی یہ قرأت مقتدی کو بھی شامل ہے۔

اور آگے آئیے سلطان المحدثین امام بخاری نے اس تعلق سے بخاری شریف میں ایک باب باندھا ہے ''بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ''

باب امام اور مقتدی کے لئے قراءت کا واجب ہونا حضر اور سفر ہر حالت میں سری اور جہری سب نمازوں میں۔اس باب میں قراءت سے مراد امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا ہے۔

پھر اس کے بعد مذکورہ حدیث ''لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ'' کو پیش کیا۔

چنانچہ مشہور شارح بخاری علامہ قسطلانی شرح صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۵ میں اس حدیث ''لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ'' کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''أي في كل ركعة منفردًا أو إمامًا أو مأمومًا، سواء أسرّ الإمام أو جهر'' یعنی اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ہر رکعت میں (ہر نمازی کو) خواہ اکیلا ہو یا امام، یا مقتدی، خواہ امام آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

نیز علامہ عینی نے بھی اپنی کتاب میں اس حدیث ''لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ'' کے تعلق سے ائمہ ومحدثین کے اقوال نقل کئے ہیں:

''اسْتدلَّ بِهَذَا الحَدِيث عبد الله بن الْمُبَارك وَالْأَوْزَاعِيّ وَمَالك وَالشَّافِعِيّ وَأحمد وَإِسْحَاق وَأَبُو ثَوْر وَدَاوُد على وجوب قِرَاءَة الْفَاتِحَة خلف الإِمَام فِي جَمِيع الصَّلَوَات'' (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری: ۶/ ۱۰)

یعنی اس حدیث سے امام عبداللہ بن مبارک، امام اوزاعی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابوثور، امام داؤد نے (مقتدی کے لئے) امام کے پیچھے تمام نمازوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے وجوب پر دلیل پکڑی ہے۔

نیز اسی طرح علامہ کرمانی ''لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ'' کے تعلق سے فرماتے ہیں: ''وَفِي الحَدِيث دَلِيل على أَن قِرَاءَة الْفَاتِحَة وَاجِبَة على الإِمَام وَالْمُنْفَرد وَالْمَأْمُوم فِي الصَّلَوَات كلهَا''۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔(۶/ ۱۰)۔

یعنی حضرت عبادہ کی یہ حدیث اس امر پر صاف دلیل ہے کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا امام، مقتدی اور منفرد

سب کے لئے تمام نمازوں میں واجب ہے۔

اوراس حدیث (لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ) کے بارے میں شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ مبارکپوری اپنی شہرۂ آفاق کتاب مرعاۃ لمفاتیح کے اندر رقمطراز ہیں:

''یہ حدیث (لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ)اس امر پر دلیل ہے کہ نماز میں قرأت سورہ فاتحہ فرض ہے اور یہ نماز کے ارکان میں سے ہے جو اسے نہ پڑھے اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔(مرعاۃ المفاتیح:۱/۵۸۳)

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں اسے تمام نمازوں کا اہم رکن تسلیم کیا ہے۔اس لئے کہ یہ حدیث (لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ)عام ہے۔نماز چاہے فرض ہو چاہے نفل اور وہ شخص امام ہو یا مقتدی یا اکیلا یعنی کسی شخص کی کوئی نماز بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نہیں ہوگی۔(حجۃ اللہ البالغہ ۲/۴۔

اور امام نووی المجموع شرح المہذب میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کے تعلق سے راقم ہیں:

''وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ لِلْقَادِرِ عَلَيْهَا فَرْضٌ مِنْ فُرُوضِ الصَّلَاةِ وَرُكْنٌ مِنْ أَرْكَانِهَا وَمُتَعَيِّنَةٌ لَا يَقُومُ مَقَامَهَا تَرْجَمَتُهَا بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ وَلَا قِرَاءَةُ غَيْرِهَا مِنْ الْقُرْآنِ وَيَسْتَوِي فِي تَعَيُّنِهَا جَمِيعُ الصَّلَوَاتِ فَرْضُهَا وَنَفْلُهَا جَهْرُهَا وَسِرُّهَا وَالرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ وَالْمُسَافِرُ وَالصَّبِيُّ وَالْقَائِمُ وَالْقَاعِدُ وَالْمُضْطَجِعُ وَفِي حَالِ شِدَّةِ الْخَوْفِ وَغَيْرِهَا سَوَاءٌ فِي تَعَيُّنِهَا الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ وَالْمُنْفَرِدُ''۔(المجموع شرح مہذب۔ ۳/۳۲۶)

جو شخص سورہ فاتحہ پڑھ سکتا ہے(یعنی اس کو یہ سورہ یاد ہے)اس کے لئے اس کا پڑھنا نماز کے فرائض میں سے ایک فرض اور نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور یہ سورہ فاتحہ نماز میں ایسی معین ہے کہ نہ تو اس کے بجائے غیر عربی میں اس کا ترجمہ قائم مقام ہوسکتا ہے اور نہ ہی قرآن مجید کی کوئی دیگر آیت اور اس تعین فاتحہ میں تمام نمازیں برابر ہیں فرض ہوں یا نفل، جہری ہوں یا سری، اور مرد عورت،

مسافر،لڑکا(نابالغ)اور کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا اور بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے والا اور حالت خوف و امن میں نماز پڑھنے والا سب اس حکم میں برابر ہیں اور اس تعین فاتحہ میں امام،مقتدی اور اکیلا نماز پڑھنے والا (بھی) برابر ہیں۔

حدیث اور شارحین حدیث کی اس قدر کھلی ہوئی وضاحت کے باوجود کچھ حضرات کہہ دیا کرتے ہیں کہ اس حدیث (لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ) میں امام یا مقتدی یا منفرد کا ذکر نہیں۔اس لئے اس سے مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ کی فرضیت ثابت نہیں ہوگی اس کے جواب کے لئے مذکورہ حدیث (کنا خلف رسول اللہ) ملاحظہ ہو جس میں صاف لفظوں میں مقتدیوں کا ذکر موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہ نہ صرف یہ کہ خود امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی پڑھنے کا فتوی دیا کرتے تھے۔(حضرت ابوہریرہ کا نام عبداللہ یا عبدالرحمن تھا یہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں جن سے سب سے زیادہ احادیث ہم تک پہنچی ہیں۔حضرت عمر کے عہد خلافت میں مفتی کے فرائض انجام دیتے رہے،ان سے تقریباً ۵۳۷۴ احادیث مروی ہیں۔چنانچہ صحیح مسلم میں ان کا یہ فتوی موجود ہے:

''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ''مَنْ صَلَّى صَلاَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ'' ثَلاَثًا غَيْرُ تَمَامٍ. فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ: ''اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ''۔(صحیح مسلم،کتاب الصلوٰۃ،باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ)

حضرت ابوہریرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس شخص نے نماز پڑھی اس میں ام القرآن (سورہ فاتحہ) نہ پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے۔(یہ تین بار فرمایا) نامکمل ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے کہا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (یعنی اس وقت کیسے پڑھیں؟) تو ابوہریرہ نے فرمایا: آہستہ پڑھ لو۔

مذکورہ حدیث میں سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز کے لئے لفظ ''خداج'' کا استعمال کیا گیا ہے۔چنانچہ

امام خطابی معالم السنن میں لفظ ''خداج'' کا معنی لکھتے ہیں: ''معناه ناقصة نقص فساد وبطلان، تقول العرب أخدجت الناقة إذا ألقت ولدها وهو دم لم يستبن خلقه فهي مخدج والخداج اسم مبني منه''۔ (معالم السنن شرح ابوداؤد ۱/۲۰۳ بحوالہ مرعاۃ المفاتیح ۱/۵۸۸)

خلاصہ کلام اس عبارت کا یہ ہے کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ فاسد اور باطل ہے۔ اہل عرب ''أخدجت الناقۃ'' اس وقت بولتے ہیں جب اونٹنی اپنے بچے کو اس حال میں کہ وہ خون ہو اور اس کی خلقت و پیدائش ظاہر نہ ہوئی ہو، گرا دے۔ اور اسی لفظ سے خداج لیا گیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ خداج وہ نقصان ہے جس سے نماز نہیں ہوتی۔ اور اسکی مثال اونٹنی کے مردہ بچہ جیسی ہے۔

''اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ'' اس کا معنی دل میں تدبر و تفکر اور غور کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آہستہ آہستہ سورہ فاتحہ پڑھا کر۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ: ''اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ'' أَنْ يَتَلفَظَّ بِهَا سِرًّا دُونَ الْجَهْرِ بِهَا وَلَا يَجُوزُ حمَلُهُ عَلَى ذِكْرِهَا بِقَلْبِهِ دُونَ التَّلَفُّظِ بِهَا لِإِجْمَاعِ أَهْلِ اللِّسَانِ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ لَا يُسَمَّى قِرَاءَةً وَلِإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ ذِكْرَهَا بِقَلْبِهِ دُونَ التَّلَفُّظِ بِهَا لَيْسَ بِشَرْطٍ وَلَا مَسْنُونٍ، فَلَا يَجُوزُ حَمَلُ الْخَبَرِ عَلَى مَا لَا يَقُولُ بِهِ أَحَدٌ وَلَا يُسَاعِدُهُ لِسَانُ الْعَرَبِ''۔ [کتاب القراءۃ ص ۳۱، ۳۲]

یعنی اس قول ''اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ'' سے مراد یہ ہے کہ زبان سے آہستہ آہستہ پڑھو اس کو ذکر قلب یعنی تدبر و تفکر و غور پر محمول کرنا جائز نہیں کیونکہ اہل لغت کا اس پر اجماع ہے کہ اس کو قراءۃ نہیں کہتے۔ اور اہل علم کا اس پر بھی اجماع ہے کہ زبان سے تلفظ کئے بغیر صرف دل سے ذکر کرنا نماز کی صحت کے لئے نہ شرط ہے اور نہ ہی سنت۔ لہٰذا حدیث کو ایسے معنی پر محمول کرنا جس کا کوئی بھی قائل نہیں اور نہ ہی لغت عرب اس کو تائید کرے جائز نہیں۔

تفسیر جلالین مصری میں ''اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ'' کا معنی لکھا ہے ''أی سراً''یعنی اللہ تعالیٰ کو زبان سے آہستہ یاد کر۔[تفسیر جلالین ۱/ ۱۴۸ و تفسیر جلالین ص ۲۲۶]

امام نووی ''اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ'' کا معنی لکھتے ہیں: ''فَمَعْنَاهُ اقْرَأْهَا سِرًّا بِحَيْثُ تُسْمِعُ نَفْسَكَ وَأَمَّا مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ وَغَيْرُهُمْ أَنَّ الْمُرَادَ تَدَبُّرُ ذَلِكَ وَتَذَكُّرُهُ فَلَا يُقْبَلُ لِأَنَّ الْقِرَاءَةَ لَا تُطْلَقُ إلا على حركة اللسان بحيث يسمع نفسه''۔[شرح مسلم: ۴/ ۱۰۳]

یعنی اس قول کا معنی یہ ہے کہ (امام کے پیچھے) سورہ فاتحہ آہستہ پڑھا کر اس طرح کہ تو خود سنے اور جو بعض مالکیہ وغیرہ نے اس کو سوچنے اور تدبر و تفکر پر محمول کیا ہے وہ بالکل غلط اور نا مقبول ہے کیوں کہ قرأت کا اطلاق حرکت لسان (زبان) پر ہی ہوتا ہے، یعنی جب تک زبان نہ ملے اور فاتحہ کے الفاظ زبان سے ادا نہ کئے جائیں اس کو قراءۃ (پڑھنا) نہیں کہتے۔

اور حدیث میں قراءۃ (پڑھنے) کا حکم ہے۔لہٰذا جب تک مقتدی سورہ فاتحہ کو زبان سے نہیں پڑھے گا اس وقت تک حدیث پر عمل نہیں ہوگا۔

ناظرین کرام کے اطمینان کے لئے اتنی وضاحت کافی ہے۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے فروعی مباحث میں وسعت قلبی سے کام لے کر باہمی اتفاق کے لئے کوشش کی جائے اور اس کی آج اشد ضرورت ہے۔لہٰذا ہمیں ارشاد الٰہی: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (سورۃ الحشر: ۷) پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تمام نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی چاہئے اور جہری نمازوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ ملانے سے باز رہنا چاہئے۔علاوہ ازیں تفصیلی حقیقت معلوم کرنے کے لئے محدث کبیر علامہ عبد الرحمن مبارکپوری (صاحب تحفۃ الاحوذی) کی مشہور کتاب ''تحقیق الکلام فی وجوب القرأۃ خلف الامام'' کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔واللہ ولی التوفیق

فتاوی

ناظرین کرام!

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق عمل کرنے اوراس کافتوی دینے والے خود حنفی مذہب میں اتنے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔سورہ فاتحہ (الحمد) امام کے پیچھے پڑھنے کے متعلق ان کا عمل اور فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت نظام الدین اولیاء:

آپ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اوراپنے معتقدین کو پڑھنے کے لئے تاکید فرماتے تھے ان کے فتویٰ کو مولانا سید عبدالحیٔ حنفی ندوی نے ”نزھۃ الخواطر“ میں لکھا ہے:

”قال الكرماني في سير الأولياء: إنه كان حنفياً ولكنه كان يجوز القراءة بالفاتحة خلف الإمام في الصلاة، وكان يقرؤها في نفسه، فعرض عليه بعض أصحابه ما روى: إني وددت أن الذي يقرأ خلف الإمام في فيه جمرة، فقال: وقد صح عنه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب، فالحديث الأول مشعر بالوعيد والثاني ببطلان الصلاة لمن لم يقرأ بالفاتحة، وإني أحب أن أتحمل الوعيد ولا أستطيع أن تبطل صلواتي“ [نزھۃ الخواطر ۲/ ۱۹۵]

علامہ کرمانی نے کتاب سیر العلماء میں لکھا ہے کہ خواجہ نظام الدین حنفی تھے پھر بھی سورہ فاتحہ پڑھنے کو (اپنے معتقدین کے لئے) تجویز کرتے تھے اور خود بھی امام کے پیچھے آہستہ پڑھتے تھے آپ کے کچھ ساتھیوں نے وہ (من گھڑت) روایت پیش کی کہ جو شخص امام کے پیچھے پڑھتا ہے اس کے منہ میں انگارا

ہوگا۔خواجہ صاحب نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے ۔ پہلی حدیث میں اشارہ ہے وعید کی طرف اور دوسری حدیث میں ہے کہ سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز ہی باطل ہو جاتی ہے، میں وعید کو برداشت کر لینا پسند کرتا ہوں لیکن یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میری نماز ہی باطل ہو جائے ۔

نوٹ: سورہ فاتحہ (الحمد) نماز میں نہ پڑھنے کے لئے بعض جھوٹے راویوں نے یہ روایت گھڑلی ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے والے کے منہ میں انگارا رکھا جائے گا۔

حضرت نظام الدین اولیاء نے اس بے سند اور من گھڑت روایت کو بڑی حکمت سے ٹال دیا اور صحیح روایت کے مطابق عمل کیا۔اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو حق پرستی کی توفیق دے، آمین ۔

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کے والد محترم شیخ عبدالرحیم کا فتوی:

آپ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور منہ میں انگارے والی موضوع روایت کو بڑی لطافت سے رد کرتے ہوئے فرماتے تھے۔ ''لو كان في فمي جمرة يوم القيامة أحب إلي من أن يقال لاصلاۃ لک''۔(امام الکلام ص ۲۹)

اگر قیامت کے روز میرے منہ میں آگ کا انگارہ رکھ دیا جائے تو بہتر ہے اس بات سے کہ کہہ دیا جائے تیری نماز نہیں ہوئی ۔

شاہ عبدالرحیم امام کی اقتداء میں سورہ فاتحہ پرھا کرتے تھے اور نماز جنازہ میں بھی ۔(انفاس العارفین فارسی ص ۶۹)

علامہ سندھی حنفی کا فتوی:

''فمفاد الحَدِيث نفي الْوُجُود الشَّرْعِيّ للصَّلَاة الَّتِي لم يقْرَأ فِيهَا بِفَاتِحَة الْكتاب وَهُوَ عين نفي الصِّحَّة ...فَالْحق أَن الحَدِيث يُفِيد بطلَان الصَّلَاة إِذا لم

يقْرَأ فِيهَا بِفَاتِحَة الْكتاب"۔ (حاشیہ سندی بر سنن النسائی:۲/۱۳۸)

ترجمہ: پس وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے اس حدیث کی رو سے اس کا وجود شرعی ختم ہوجاتا ہے اور وجود شرعی کا ختم ہوجانا عین صحت نماز کی نفی ہے، لہٰذا حق یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز باطل ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کا فتوی:

امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے تعلق سے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"وَإِن كَانَ مَأْمُوما وَجب عَلَيْهِ الانصات وَالِاسْتِمَاع فَإِن جهر الإِمَام لم يقْرَأ إِلَّا عِنْد الإسكاته، وَإِن خَافت فَلهُ الخيره، فَإِن قَرَأَ فليقرأ الْفَاتِحَة قِرَاءَة لَا يشوش على الإِمَام، وَهَذَا أولى الْأَقْوَال عِنْدِي، وَبِه يجمع بَين أَحَادِيث الْبَاب"۔ (حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۱۴)

ترجمہ: مقتدی کو چاہئے کہ امام کے پیچھے خاموشی سے سنے، اگر امام آواز سے پڑھے تو مقتدی کو چاہئے کہ وہ امام کے سکتات میں پڑھے اور اگر امام آہستہ پڑھ رہا ہو تو مقتدی جس طرح چاہے پڑھے لیکن اس طرح پڑھے کہ امام کی قرأت میں تشویش اور پریشانی نہ ہو۔

شاہ اسماعیل دہلوی کا فتویٰ:

لكن يظهر بعد التأمل في الدلائل أن القرأة أولى من تركها۔ (تنویر العینین، از شاہ اسماعیل دہلوی ص ۲۹)

یعنی دلائل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ (امام کے پیچھے) نہ پڑھنے سے پڑھنا بہتر ہے۔

مرزا حسن علی حنفی لکھنوی کا فتویٰ:

مرزا صاحب نے بھی سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کا فتویٰ دیا ہے بلکہ آپ نے حنفی مذہب کی کتابوں سے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے ثبوت میں ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ (تفصیل کے لئے رجوع کریں مسک الختام شرح بلوغ المرام: ۱/ ۲۱۹)

ملا جیون حنفی کا بیان:

فإن رأيت الطائفة الصوفيه والمشائخ من الحنفية تراهم يستحسنون قرأة الفاتحة للمؤتم كما استحسنه محمد أيضا احتياطا فيما روي۔ (تفسیر احمدص ۲۸۱)

صوفیاء کرام اور حنفی مذہب کے بڑے بڑے بزرگوں کو تم دیکھو گے کہ وہ سبھی مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ کو اچھا جانتے تھے جیسا کہ امام محمد نے بھی اس کا احتیاطاً پڑھ لینا مستحسن سمجھا ہے، جیسا کہ ان سے مروی ہے۔

امام ابوحنیفہ کے دوسرے شاگرد عبداللہ بن مبارک کا عمل:

حضرت عبداللہ بن مبارک کے اس عمل کو امام ترمذی نے نقل کیا ہے:

”لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الكِتَابِ، وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ المُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ“ (ترمذی شریف ۲/ ۲۵)

ترجمہ: اکثر اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہم کہتے ہیں کہ بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے نماز ناکافی ہے۔ ایسا ہی ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اسحاق کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ امام ابوحنیفہ کے متعلق ملاحظہ ہو:

لا بي حنيفة و محمد قولان: أحدهما عدم وجوبها على المأموم بل ولا تسن، و هذا قولهما القديم، أدخله محمد في تصانيفه القديمة و انتشرت النسخ إلى الأطراف،

وثانيهما استحسانها على سبيل الاحتياط وعدم كراهتها عند المخافة للحديث المرفوع ”لاتفعلوا إلا بأم القرآن“ وفي رواية: لاتقرؤوا إذا جهرت إلا بأم القرآن، وقال عطاء: كانوا يرون على المأموم القراة فيما يجهر فيه الإمام وفيما يسر، فرجعا من قولهما الأول إلى الثاني احتياطا۔ (غیث الغمام حاشیہ امام الکلام ص ۱۵۷)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے اس مسئلے میں دو قول ہیں ۔ایک یہ کہ مقتدی پر الحمد شریف پڑھنی نہ واجب ہے نہ سنت، اور یہ ان کا پہلا قول ہے جسے امام محمد نے اپنی تصنیفات میں داخل کیا اور اس کے نسخے چاروں طرف پھیل گئے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ مقتدی کو احتیاطاً امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھ لینا اچھا ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں (اور یہ دوسرا قول) اس صحیح حدیث کی وجہ سے ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھا کرو۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب میں بلند آواز سے پڑھوں تو سورۂ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھو۔ عطا نے کہا کہ صحابہ کرام مقتدی کے لئے سری اور جہری دونوں نمازوں میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے، اس حدیث کی بنا پر امام ابوحنیفہ اور امام محمد نے احتیاطاً اپنے پہلے قول سے رجوع کرلیا۔ یعنی آخری قول ان دونوں کا یہی ہے کہ مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھے۔

امام ابوحنیفہ کے استاد محترم حضرت عطاء بن ابی رباح کا بیان:

”کانوا یرون علی المأموم القراۃ فیما یجھر فیہ الإمام وفیما یسر“۔ (غیث الغمام: ص ۱۵۷)

صحابہ کرام جہری اور سری نماز دونوں طرح کی نمازوں میں مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ ان کا آنکھوں دیکھا بیان ہے کیونکہ انہوں نے دوسو صحابہ کرام کو دیکھا تھا۔

حضرت عطاء کو حضرت عبداللہ بن عباس کی نصیحت:

''لَا تَدَعْ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ جَهَرَ الْإِمَامُ أَوْ لَمْ يَجْهَرْ''۔ (کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۹۶، حدیث ۲۱۲)

ترجمہ: تم سورہ فاتحہ مت چھوڑو چاہئے امام آواز سے پڑھتا ہو یا آہستہ۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کا بیان:

''فإن قِرَاءَتها فريضة وهي ركن تبطل الصلوٰة بتركها''۔ (غنیۃ الطالبین مطبوعہ لاہور ص ۷۳ وغنیۃ الطالبین اردو مترجم حافظ مبشر حسین لاہوری)

ترجمہ: سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور یہ رکن ہے، اس کے چھوڑ دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر کا فتوی:

''قَالَ مُجَاهِدٌ: ''إِذَا لَمْ يَقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ أَعَادَ الصَّلَاةَ'' وَكَذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ''. (جزء القراءۃ للامام بخاری ص ۱۰)

ترجمہ: حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو نماز کو دوبارہ پڑھے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر نے بھی کہا ہے۔

ان تمام فتاوے و بیانات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ حکم صرف سورہ فاتحہ (الحمد) امام کے پیچھے پڑھنے کا ہے اور جہاں ممانعت ہے وہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ دوسری قراءت کی ہے جیسا کہ حنفی مسلک کے بے شمار علماء فقہا، محققین اور شیوخ سے ثابت ہوا اور خود سیدنا امام ابوحنیفہ سے بھی ثابت ہوگیا، یہی تمام صحابہ کرام کا بھی عمل رہا ہے، کسی ایک صحابی سے بھی مرفوع صحیح اور صحیح روایات سے یہ ثابت نہیں کہ سورۂ فاتحہ نہ پڑھو جیسا کہ علامہ عبدالحی حنفی غیث الغمام میں فرماتے ہیں:

لم یرد في روایة قط ”لاتقرؤوا الفاتحة خلف الإمام“ ونحوہ، أو نهی رسول اللہ ﷺ عن قراءة الفاتحة خلف الإمام۔ (غیث الغمام ص ۱۵۴)

ترجمہ: کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ تم سورہ فاتحہ نہ پڑھا کرو۔ یا اسی طرح کوئی اور حدیث۔ اور نہ یہی آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔

اور غیث الغمام کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

لیس فیها حدیث یدل صراحة علی النهي عن قرأة الفاتحة خلف الإمام، کما أن في الجانب المقابل یوجد حدیث دال علی قرأة المقتدي الفاتحة خلف الإمام، کحدیث ”لاتفعلوا إلا بفاتحة الکتاب“۔ (غیث الغمام: ص ۱۵۴)

ہمارے حنفی علماء کی دلیلوں میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جو مقتدی کے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل بن سکے جیسا کہ ہمارے مدمقابل جماعت کے پاس سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل موجود ہے۔ جیسے یہ حدیث ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پیچھے سورۂ فاتحہ کے سوا اور کچھ مت پڑھو۔

اس کے علاوہ علامہ عبدالحی حنفی موطا امام محمد کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

”لم یَرِد في حدیث مرفوعٍ صحیح النهي عن قراءة الفاتحة خلف الإمام، وکل ما ذکروہ مرفوعاً فیه إما لا أصل له، وإما لا یصح“۔ (التعلیق الممجد: ۱/۴۲۷)

ترجمہ: کسی بھی مرفوع صحیح حدیث میں یہ نہیں آیا کہ امام کے پیچھے تم سورہ فاتحہ مت پڑھو اور جو کچھ بھی ان لوگوں نے مرفوع بیان کیا ہے یا تو وہ بے اصل ہیں یا نادرست۔

اس کے علاوہ ایک مشہور اور بے اصل بات ملاحظہ فرمائیں کہ بیان کیا جاتا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے والے کے منہ میں آگ بھری جائے گی۔ اس پر محدث کبیر شیخ عبدالرحمن (صاحب تحفۃ الاحوذی) نے تحقیق الکلام میں گفتگو فرمائی ہے۔

نہایہ شرح ہدایہ کے مصنف نے لکھا ہے: **قال النبي ﷺ: من قرأ خلف الإمام ففي فِيه جمرة**۔ یعنی مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے قراءت کرے تو اس کے منہ میں انگارا بھرا جائے گا۔

اس کا جواب دیتے ہوئے محدث کبیر لکھتے ہیں کہ: یہ حدیث بھی محض باطل اور بالکل بے اصل ہے کتب حدیث میں اس کا کہیں کچھ نام ونشان نہیں ہے، مولانا عبدالحی صاحب اس حدیث کو امام الکلام صفحہ ۱۳۲ میں ذکر کر کے لکھتے ہیں: **لا أثر له في كتب المحدثين الثقات، ولا طريق لرفعه عند الأثبات، ولا عبرة بذكر صاحب النهاية وغيره من شراح الهداية، لأنهم ليسوا من المحدثين، انتهى**۔ (ملاحظہ ہو تحقیق الکلام: ۲/۱۷۸)

یعنی کتب محدثین ثقات میں اس حدیث کا کہیں کچھ نام ونشان نہیں ہے اور اثبات کے نزدیک اس کا کوئی طریق مرفوع نہیں ہے اور وہ صاحب نہایہ وغیرہ شرح ہدایہ نے جو اس حدیث کو ذکر کیا ہے پس ان کے ذکر کرنے کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ یہ لوگ محدث نہیں ہیں۔

احناف کے چند عقلی دلائل اور ان کا جواب:

واضح ہو کہ علمائے حنفیہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں دلائل عقلیہ کو بھی پیش کرتے ہیں یہاں ان کے دلائل عقلیہ کا جواب ملاحظہ ہو۔

پہلی عقلی دلیل:

سلاطین کے دربار میں جب وفود آتے ہیں تو ان میں سے صرف ایک شخص کلام کرتا ہے اور باقی تمام لوگ خاموش رہتے ہیں، اگر کسی وفد کے تمام اشخاص ایک ساتھ سلطان کے حضور میں کلام کریں تو ان کی یہ حرکت نہایت نازیبا و ناروا سمجھی جائے گی۔ اسی طرح جب ہم اس شہنشاہ رب العالمین کے حضور میں نماز کے لئے کھڑے ہوں تو ہم میں صرف ایک شخص کو قراءت کرنا چاہئے اور باقی تمام مقتدیوں کو خاموش

رہنا چاہئے۔

جواب:

اس قیاس میں اللہ عزوجل کو دنیا کے سلاطین پر قیاس کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ دنیا کے سلاطین ایک وقت میں بہت سے لوگوں کے کلام سننے اور ان کے سمجھنے اور ان میں باہم امتیاز کرنے سے قاصر وعاجز ہیں۔ بخلاف اللہ عزوجل کے کہ اگر دنیا کے تمام لوگ ایک وقت میں ایک ساتھ اس کے حضور میں کلام کریں تو ہر ایک کے کلام کو سن اور سمجھ سکتا ہے اور ان میں باہم امتیاز کرسکتا ہے۔ علاوہ بریں اس قیاس سے لازم آتا ہے کہ مقتدی لوگ تکبیر اور دعا ثنا اور تشہد اور تمام اذکار نماز سے بھی خاموشی اختیار کریں۔ واللازم باطل فالملزوم مثلہ۔

امام بیہقی کتاب القرأۃ (ص ۲۲۳) میں لکھتے ہیں: ''بَاطِلٌ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّشَهُّدِ وَسَائِرِ أَذْكَارِ الصَّلَاةِ , ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَشْغَلُهُ سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ وَالْادَمِيُّ بِخِلَافِ ذَلِكَ''۔

دوسری عقلی دلیل:

جب ہم کسی مقدمہ میں کسی کو اپنا وکیل بناتے ہیں تو اجلاس پر حاکم کے سامنے ہمارا وکیل ہی بولتا ہے اور ہم موکلین چپ رہتے ہیں اور اگر ہم موکلین بھی اپنے وکیل کے ساتھ ساتھ بولنا اور تقریر و بحث کرنا چاہیں تو اس کے ہرگز مجاز نہیں ہوسکتے۔

اسی طرح ہم لوگ نماز میں امام کو اپنا وکیل بناتے ہیں تو اجلاس خداوندی (مسجد و مصلی) میں احکم الحاکمین کے حضور میں ہمارا وکیل یعنی امام ہی قرأت کرسکتا ہے اور اس کے ساتھ ہم موکلین یعنی مقتدی لوگ قرأت کرنے کے ہرگز مجاز نہیں ہوسکتے۔

جواب:

اگر آپ لوگوں نے نماز میں امام کو اپنا وکیل بنایا ہے اور اسی وجہ سے امام ہی قراءت کرنے کا مجاز

ہے اور آپ موکل یعنی مقتدی لوگ قرأت کرنے کے مجاز نہیں تو پھر آپ لوگ امام کے ساتھ دعاء ثنا اور تسبیحات رکوع وسجود اور التحیات اور درود و دعا کیوں پڑھتے ہیں۔ امام کو وکیل بنانے کی وجہ سے جیسے آپ لوگ امام کے ساتھ قرأت قرآن کے مجاز نہیں ہیں اسی طرح امام کے ساتھ اذکار و ادعیہ صلوٰہ پڑھنے کے بھی مجاز نہیں ہو سکتے۔ پس آپ لوگوں کو امام کو وکیل بنا کر نماز میں اول سے آخر تک خاموش رہنا چاہیئے، بلکہ آپ لوگوں کو امام کے ساتھ ساتھ ارکان نماز رکوع وسجود وغیرہ بھی ادا کرنا نہیں چاہیے کیونکہ جب آپ لوگوں کا وکیل ان ارکان کو ادا کرتا ہے تو آپ موکلین کو ان ارکان کے ادا کرنے کی کیا ضرورت؟؟

تیسری عقلی دلیل:

جمعہ کا خطبہ ایک ذکر ممتد ہے اور نماز جمعہ کے لئے شرط ہے۔ اسی طرح قراءت ایک ذکر ممتد ہے اور نماز کے لئے شرط ہے پس جیسے جمعہ کا خطبہ پڑھنا امام کے لئے مخصوص ہے اور مقتدیوں کو جائز نہیں اسی طرح قراءت بھی امام کے لئے مخصوص ہے مقتدی کے لئے جائز نہیں۔

جواب:

قرأت فی الصلوۃ کو خطبہ جمعہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ خطبہ تذکیر اور وعظ ہے اور قراءت فی الصلوٰۃ ذکر و مناجات ہے کہ اس کا ہر ایک شخص مستحق ہے، نیز نماز جمعہ کے لئے خطبہ ایک ایسی شرط ہے کہ اس کا ہر ایک نمازی کے لئے ادا کرنا جائز نہیں جیسا کہ اس پر خود لفظ خطبہ کا دلالت کرتا ہے اور نماز کے لئے قراءت ایک ایسی شرط ہے کہ اس کا ہر ایک نمازی کے لئے ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ قراءت قرآن نماز کی حقیقت میں داخل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مقتدی کو جو لاعلمی کی وجہ سے نماز میں کچھ بول پڑا تھا اس طرح تعلیم فرمائی ہے:

”إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ“۔ یعنی نماز میں کچھ بولنا اور کلام کرنا نہیں چاہیئے۔ نماز تو بس تسبیح اور تکبیر اور

قراءت قرآن ہے۔

نیز سامعین خطبہ سے مناجات مطلوب نہیں ہے جبکہ بلاتفریق تمام نمازیوں سے (امام ہو یا مقتدی یا منفرد) مناجات مطلوب ہے۔

امام بیہقی لکھتے ہیں:

”الْمُصْطَفَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَخْبَرَ أَنَّ الْمُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ وَالْمُنَاجَاةُ إِنَّمَا تَكُونُ بِالنُّطْقِ لَا بِالسُّكُوتِ وَلَمْ يَفْصِلْ بَيْنَ أَنْ يَكُونَ إِمَامًا أَوْ مَأْمُومًا أَوْ مُنْفَرِدًا“۔ (کتاب القراءۃ، ص ۸۵)

الحاصل قرأت فی الصلوٰۃ کو خطبہ جمعہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ یہ ہیں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کے عقلی دلائل اور قیاسات جو کل کے کل مخدوش ہیں، اور اگر یہ دلائل عقلیہ وقیاسات صحیح فرض کئے جائیں تو بھی نا قابل التفات ہیں کیوں کہ بہت سی احادیث صحیحہ سے قرأت فاتحہ خلف امام کا وجوب ثابت ہے جبکہ کسی صحیح دلیل سے اس کی ممانعت یا منسوخیت ثابت نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں عقلی دلائل اور قیاسات قابل التفات نہیں ہو سکتے۔

امام طحاوی شرح معانی الآثار میں لکھتے ہیں: ”الْآثَارَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَحَّتْ وَتَوَاتَرَتْ أَوْلَى أَنْ يُقَالَ بِهَا مِنَ النَّظَرِ“۔ (شرح معانی الآثار للطحاوی ۴/۲۱۱) (مزید تفصیل کے لئے رجوع کریں تحقیق الکلام)

حاصل اس کا یہ ہے کہ احادیث صحیحہ کے ہوتے ہوئے عقلی دلیل اور قیاس لائق اعتبار نہیں۔

خاتمہ

ناظرین کرام! اس رسالہ میں آپ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ (الحمد) کے تعلق سے ملاحظہ فرمایا۔ ہماری آپ سے پرخلوص درخواست ہے کہ آپ اپنی نمازیں پیارے نبی ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے پر پڑھیں تاکہ یہ نمازیں رب العالمین کی بارگاہ میں شرف قبولیت پاسکیں، اور اگر کوئی شخص پیارے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتا اور کوئی نادان اس پر تنقید کرے یا احادیث صحیحہ کے مقابل بزرگوں اور اماموں (رحمہم اللہ) کے اقوال پیش کرے تو آپ اس نادانی سے اجتناب کرتے ہوئے صحیح حدیث پر کاربند ہیں۔ کیونکہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات روئے زمین کے تمام بزرگوں اور اماموں سے اعلیٰ وارفع ہے اسی طرح آپ ﷺ کی سیرت وتعلیم اور طریقہ بھی روئے زمین کے تمام طرائق سے افضل واعلیٰ ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:۲۱)

یارب العالمین! ہمیں کتاب وسنت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما۔ نیز ہمارے صغیرہ کبیرہ گناہوں کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرماکر دینی ودنیاوی سعادتوں سے مالامال فرما۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

والسلام

محتاج دعا

عبدالرحمن عبدالرقیب سلفی

۲۸/مارچ ۲۰۱۴ء-۲۶/جمادی الاول ۱۴۳۵ھ یوم الجمعہ